نقد و نظر

المبین

مصنف : سید سلیمان اشرف

ناشر : مکتبہ قادریہ رضویہ ، اندرون لوہاری دروازہ - لاہور

قیمت : پندرہ روپے

اس کا تعارف مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی مرحوم نے تحریر کیا ہے ، دیباچہ سید نور محمد قادری نے لکھا ہے جو ۲۰۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

" المبین " مولانا سلیمان اشرف مرحوم ، سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ علی گڑھ کی معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔ اس کا موضوع ، ان تلبیہات وشکوک کا ازالہ ہے جن کو فلسفۃ اللغۃ العربیہ کے مصنف جرجی زیدان نے عربی زبان کی اہمیت و وقار کو گزند پہنچانے کے لیے وضع کیا۔ اس کی حیثیت ایسے ادبی اور تحقیقی شاہ کار کی ہے جس میں ایک طرف اگر زبان اور اسلوب کا اچھا خاصا چٹخارہ پایا جاتا ہے تو دوسری طرف تحقیق و تفحص کی ایسی نادرہ کاری بھی جلوہ کناں ہے جو علمی حلقوں سے خصوصی داد پانے کی مستحق ہے۔

عربی زبان وسعت اور اظہار و تبیین کی معجزانہ خوبیوں سے اس درجہ مالا مال ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس بارے میں اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ اس کے الفاظ میں جو معنویت اور آہنگ وصوت کی مناسبتیں پائی جاتی ہیں ، وہ بھی صرف اسی کا مقدر ہے۔ اس میں مرصع اور جامع الفاظ سے لے کر اسلوب تک ہر شے منفرد اور ممیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی و تنزیل کی تکمیل و اتمام کا جب وقت آیا تو مشیتِ ایزدی نے اس زبان کو یہ فخر بخشا کہ اس کے ذریعے اسلام کے پیغام ہدایت الی القیام کو عام کیا جائے لیکن اس کا کیا کیجیے کہ عربی زبان کی یہی خوبی نگاہِ استشراق میں بری طرح کھٹکی ، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نام نہاد عربی دانوں میں اس پر انگلیاں اٹھنے لگیں۔ کسی نے کہا کہ یہ اہل بادیہ کی زبان ہے ، اس

میں بھلا یہ استعداد کہاں کہ جدید لسانی تقاضوں کا ساتھ دے سکے۔ کسی نے یہ کہہ کر اس کی کم مائیگی پر اعتراض کیا کہ اس میں سوا مترادفات کی کثرت کے اور رکھا ہی کیا ہے، اور جرجی زیدان نے یہ کہہ کر دل کی بھڑاس نکالی کہ عربی زبان صرف دو حرفوں سے ترکیب پذیر ہے اور یہ کہ اس میں بہت سے الفاظ دوسری زبانوں سے مستعار لیے گئے ہیں۔

مولانا سلیمان اشرف نے عربی زبان کے فضائل اور خوبیوں کو جس بلند لسانی سطح پر پیش کیا ہے اور تحقیق و تفحص کے جن موتیوں کو رولا اور ترتیب دیا ہے، اس سے اس حسین و مکمل زبان کے بارے میں دو ہی منطقی نتیجے نکالے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یا تو اس کی زلف و کاکل کو سنوارنے اور چمکانے میں بڑی حد تک مشاطۂ قدرت کے دستِ ہنر پرور کا براہِ راست کرشمہ کارفرما ہے اور یا پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ماہرِ لسانیات نے سوچ سمجھ کر اس کے مزاج و نہج کو ترتیب دیا ہے۔

یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں وضع الفاظ سے تعرض کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ آلۂ صوت کو جس جامعیت اور قوت و بلاغت کے ساتھ عربی زبان میں استعمال کیا گیا ہے اس کی مثال کسی عجمی زبان میں پائی نہیں جاتی۔ یہ باب اپنے دامن میں نہایت قیمتی مواد کو لیے ہوئے ہے۔

دوسرا باب مخارج و صفات و اعراب حروف سے متعلق ہے۔ اس میں اعراب و حرکات کا فلسفہ نہایت تحقیق و کاوش سے پیش کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اس کے حروفِ ترکیبی کا معنی و مفہوم سے گہرا تعلق ہے۔

تیسرے باب میں عربی الفاظ کی اس خصوصیت کو امثلہ و نظائر کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ ان کی ترکیب و امتزاج کی صورت میں جو معنویت ابھرتی ہے وہ کیا ہے اور کیوں کر دو حرف مل کر ایک مخصوص مفہوم کو جنم دیتے ہیں۔

چوتھے باب میں حروف کی خصوصیات کی تفصیلی بحث ہے اس میں جرجی زیدان کے علمی بھرم کا پول کھولا گیا ہے، اور ثابت کیا گیا ہے کہ لفظ "قط" ثنائی نہیں، ثلاثی ہے اور اس بارے میں اس نام نہاد مستشرق نے ایسی ٹھوکر کھائی ہے جس کو اہلِ علم کبھی معاف نہیں کر سکتے۔

پانچواں باب کن نوادرِ علمی کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ان کو مختصراً بیان کرنا مشکل ہے۔ اس کا تعلق زبان کے ارتقائی مراحل سے ہے۔

چھٹے باب میں اشتقاق صغیر و کبیر کی لطیف فنی بحث ہے۔ اس میں اس معجزانہ زبان کی اس خصوصیت کا ذکر ہے کہ اس میں الفاظ کی ترکیب و ساخت کچھ اس انداز کی ہے کہ اس کو جتنی ممکنہ صورتوں میں ڈھالا جائے، معنی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنے پاتا۔ مثلاً لفظ "قمر" کو لیجیے، جس کے معنی چاند کے ہیں، الٹ پھیر سے ممکنہ صورتیں یہ ہوں گی۔(۱) رقم، اس کے معنی لکھنے کے ہیں۔ (۲) مقر، زہر کو کہتے ہیں۔ (۳) رمق، اس سے مراد تھوڑی سی جان ہے جو باقی رہ گئی ہو۔(۴) قرم، سردار کے معنوں میں ہے۔ (۵) مرق، شوربے کو کہتے ہیں۔

اشتقاقِ صغیر و کبیر پر متقدمین نے بھی اظہارِ خیال کیا ہے لیکن جس تفصیل اور تحقیق سے مولانا مرحوم نے اس موضوع پر لکھا ہے، اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

ساتویں باب میں عربی زبان کے اس کمال و اعجاز کا ذکر ہے کہ اس کے الفاظ صرف یہی نہیں کہ اپنے معنی و مفہوم کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہیں بلکہ ان میں مفہوم و معنی کی حقیقت و فلسفہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس دعوے کے ثبوت میں مولانا نے جو دلائل پیش کیے ہیں، جن نظائر و امثال کا سہارا لیا ہے اور جس محنت و کاوش اور اجتہاد و استنباط سے کام لیا ہے، اس سے ان کی عبقریت و عظمتِ علمی کا پتا چلتا ہے۔

ہماری رائے میں یہ کتاب اپنے موضوع کی اہمیت، محتویات کی وسعت و تحقیق اور بلیغ تر ادبی اسلوب کے لحاظ سے اس لائق ہے کہ عربی زبان سے لگاؤ رکھنے والا ہر شخص اس کا مطالعہ کرے۔

(محمد حنیف ندوی)